AL-HAYAT Research Journal

HJRS HEC Journal Recognition System Category Y

Volume 3 Issue 4 (July-Sep 2026)

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

An Analytical Study of Christian Arguments Regarding the Birth and Death of Jesus (PBUH) in the Light of Islamic Teachings

ولادت اور وفاتِ مسیح علیہ السلام کے بارے میں مسیحیت کے دلائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Ghulam Murtaza Mehrvi

Ph.D Scholar, Department of Islamic Learning Univesirty of Karachi.
Email: gmehrvi7@gmail.com

Abstract

This study focuses on the core Christian beliefs about the life and mission of Jesus Christ, examining key events such as His miraculous birth, life, crucifixion, and resurrection. According to Christian doctrine, Jesus was born miraculously by the Holy Spirit without human intervention, as narrated in the Gospels of Matthew and Luke. His life centered on teachings of love, forgiveness, compassion, and the Kingdom of God, supported by miracles like healing the sick and raising the dead—seen as signs of His divine mission. The crucifixion is viewed as a divine sacrifice for humanity's sins, while the resurrection is considered the ultimate proof of His divinity and victory over death, forming the foundation of Christian faith. These beliefs, detailed in the New Testament, hold deep theological significance. However, from a critical standpoint, they rely primarily on faith and scriptural interpretation rather than empirical evidence. Islam, by contrast, denies the crucifixion, affirming that Jesus was raised alive to the heavens. Thus, the study highlights the complex relationship between faith, history, and theology, showing how diverse religious perspectives contribute to a richer understanding of Jesus Christ's life and mission.

Key Words: Islam, Masih, Christianity, Gospel, Interfaith Perspectives

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے وفات تک کے واقعات مسیحیت کے عقائد کا بنیادی حصہ ہیں، جن پر مختلف مذاہب اور نظریات کے درمیان طویل بحثیں پائی جاتی ہیں۔ عیسائیت کے متضاد بیانات میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت معجزاتی تھی اور بغیر کسی انسانی مداخلت کے روح القدس کے ذریعے ہوئی، جس پر انجیل مقدس نے مفصلاً بیان دیئے ہیں، اور ان کی زندگی محبت، رحم، معافی اور خدا کی بادشاہی کی تعلیمات پر مبنی تھی، اور وہ مختلف معجزات کی حامل شخصیت تھیں، جیسے بیماروں کو شفا دینا، اندھوں کو بینائی عطا کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا، کے ذریعے اپنی نبوت کا ثبوت دیتے رہے۔ تاہم ان کی موت کا واقعہ، عیسائی عقیدے کے مطابق، گناہوں کے کفارے کے لیے صلیب پر چڑھائے جانے کی صورت میں ہوا، ایک دن وہ زمین پر دوبارہ ضرور واپس آئیں گے، بر حال تاریخی نقطہ نظر سے یہ موضوع متنازع ہے اور مختلف تشریحات کا حامل رہ چکا ہے۔ اس کے بعد اسلام عیسائیت کے چند نظریات کی توثیق کرتا ہے بعض کو مسترد بھی کرتا ہے کہ مثلاً حضرت مسیح کو صلیب پر موت دی گئی بلکہ اسلام کا نظریہ ہے کہ انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ بالآخر مذکورہ موضوع کے تجزیاتی مطالعے میں یہ بات واضح ہو گی کہ عیسائیت کے یہ عقائد زیادہ تر ایمان اور بائبل کی تشریحات پر مبنی ہیں، جو تاریخی حقائق اور منطقی اصولوں کی روشنی میں ثابت نہیں ہو پاتے۔

حضرت مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام، کنیت ابن مریم، لقب مسیح، کلمۃ اللہ، روح اللہ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم علیہا السلام ہے۔ قرآن مجید کے

CC BY

مطابق آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا کا نام عمران، ماموں کا نام ہارون (ہارون سے مراد ہارون علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔) نانی کا نام امر أۃ عمران (حنّہ) ہے۔ آپ کی والدہ غیر معمولی صفات کی حامل خاتون تھیں، ان کی نشوونما ایک غیر فطری طریقے سے ہوئی، حتیٰ کہ آپ اپنے وقت کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔

احادیث نبویہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ الشکل، درمیانے قدو قامت اور سفید سرخی مائل رنگت کے ہیں۔ ان کے سر کے بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک، ان کے بالوں کا رنگ بہت سیاہ، چمکدار ہے۔ مزید یہ کہ آپ علیہ السلام حضرت عروہ کے مشابہ ہیں۔ آپ کے خصائص و معجزات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بحکم خداوندی مُردوں کو زندہ کرتے، برص کے بیمار کو تندرستی دیتے، مادرزاد اندھے کو شفا بخشتے۔

عیسیٰ ‘مریم اور روح القدس کے معنی:

عیسیٰ اور یسوع عبرانی زبان کے الفاظ ہیں‘[1] ان کا معنی ہے: ’سید یا برکت والا‘ مریم بھی عبرانی زبان کا لفظ ہے۔[2]، اس کا معنی ہے: ’خادم‘ کیونکہ ان کی ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ ان کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی‘ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نام ساتھ بینات کا لفظ بھی استعمال ہوا، اس مراد سے معجزات ہیں، مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، پیدائشی نابینا کو بینا کرنا، برص زدہ لوگوں کو ٹھیک کرنا، روح القدس سے مراد ہے[3] ’پاکیزہ روح‘ یہ معنیٰ بھی ہے کہ آپ اللہ کی پسندیدہ ’روح‘ ہیں۔[4]

حضرت عیسیٰ کی حیات کے حوالے سے عیسائیت میں پیش کیے جانے والے دلائل اور ان کی شخصیت اور تعلیمات کے مابین تضاد واقع ہے یعنی بائبل میں حضرت عیسیٰ کی زندگی کا بیان مختلف پہلوؤں سے اجاگر کیا گیا ہے، کہ وہ ایک کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے، جو ان کی الٰہی حیثیت کی علامت ہے۔ ان کی شخصیت ایک نجات دہندہ کے طور پر مانی جاتی ہے، جنہوں نے انسانیت کو گناہوں سے بچانے کے لیے اپنی جان دی۔

انجیل میں حضرت عیسیٰ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں بیانات:

متی اور لوقا کی اناجیل میں حضرت عیسیٰ کی ولادت کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ بائبل کے مطابق، حضرت عیسیٰ کی والدہ مریم ایک پاکباز اور کنواری خاتون تھیں، جنہیں فرشتہ جبرائیل نے آکر بشارت دی کہ وہ خدا کے حکم سے ایک بیٹے کو جنم دیں گی، جس کا نام یسوع (عیسیٰ) رکھا جائے گا۔ فرشتہ نے مریم کو یہ خوشخبری دی کہ یہ بچہ خدا کا بیٹا کہلائے گا اور اس کی بادشاہت کبھی ختم نہیں ہوگی۔[5]، حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر کسی انسانی مداخلت کے ہوئی۔ لوقا انجیل میں ہے کہ: مریم کو جبرائیل فرشتے نے یہ بھی بتایا کہ وہ "روح القدس" کے وسیلے سے حاملہ ہوں گی اور ان کا بیٹا "خدا کا بیٹا" کہلائے گا[6]۔ مریم نے اس خوشخبری کو عاجزی کے ساتھ قبول کیا اور خدا کی رضا پر ایمان کا اظہار کیا۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ مریم کی منگنی یوسف نامی شخص سے ہوئی تھی جو ایک نیک انسان تھے، جب انہیں مریم کے حاملہ ہونے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہوگئے، لیکن خدا کے فرشتے نے انہیں خواب میں آکر بتایا کہ یہ حمل خدا کی طرف سے ہے اور انہیں مریم کو اپنی زوجیت میں لینے سے نہ گھبرانا چاہیے[7]

پیدائش کے مریم کو بیت اللحم کی طرف جانا پڑا، وہاں ان کی ولادت ہوئی۔ بائبل میں کہا گیا کہ آپ کی ولادت کے وقت آسمان پر ایک عظیم ستارہ چمکا، جسے مشرق سے آنے والے دانشمندوں نے دیکھا اور وہ اس ستارے کی رہنمائی میں حضرت عیسیٰ کی ولادت گاہ کے پاس پہنچے، جہاں انہوں نے سونا، لوبان جیسے تحائف پیش کیے، جو ان کی بادشاہت، الٰہیت، اور قربانی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔[8]۔

متی اور لوقا کی اناجیل میں بیان ہوا ہے کہ کہ ان کی پیدائش کا ذکر، جو معجزاتی طور پر ایک کنواری مریم کے ذریعے ہوا، اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ انسانی

CC BY

فطرت سے ماوراء ہیں۔یعنی ان کی ولادت ایک کنواری مریم کے ذریعے ہوئی جسے خدا کی طرف سے روح القدس کے ذریعے حاملہ کیا گیا۔[9]

مسیح علیہ السلام کے بارے میں پیشن گوئیاں:

عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمد کے بارے میں کئی نبیوں نے پیشین گوئی کی ہیں،یسعیاہ کی کتاب میں لکھا گیا ہے:

"دیکھو!ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی،اور اس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا"[10]۔

نیز یسعیاہ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے کہا:

"کیونکہ ہمارے لیے ایک لڑکا پیدا ہوا،ہمیں ایک بیٹا دیا گیا"[11]۔

میکاہ نے کہا:"اے بیت لحم... تجھ میں سے وہ نکلے گا جو اسرائیل میں حاکم ہو گا"[12]۔

حضرت عیسیٰ کی حالات زندگی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی نقطہ نظر سے حضرت عیسیٰ کی حیات پر مبنی عیسائیت کے دلائل کا تجزیہ ہے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کو معجزاتی قرار دیا ہے،جیسا کہ سورہ آل عمران میں ذکر ہے کہ وہ ایک کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جمہور علماء کا روزِ اول سے یہی مسلک رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے جلیل القدر نبی اور رسول ہیں جو بنی اسرائیل کی اصلاح و ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے۔ ان کی پیدائش بھی معجزے کے طور پر ہوئی اور اس کی توضیح و تائید میں احادیث متواتر کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ حیاتِ مسیح کی تائید و حمایت میں علمائے کرام نے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنا نقطہ نظر اتنے پرزور استدلال سے پیش کیا ہے کہ مخالفین اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ قرآن اور حدیث کے مطابق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی وفات نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور وہ آسمان سے زندہ زمین پر اتریں گے۔ ذیل میں آیات مبارکہ کی روشنی میں حیات مسیح کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَo رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَo وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَo[13]

"پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کا کفر محسوس کیا تو اس نے کہا: اللہ کی طرف کون لوگ میرے مددگار ہیں؟ تو اس کے مخلص ساتھیوں نے عرض کیا: ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم یقیناً مسلمان ہیں، اے ہمارے رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمائی اور ہم نے اس رسول کی اتباع کی سو ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے، پھر (یہودی) کافروں نے (عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے) خفیہ سازش کی اور اللہ نے (عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لیے) مخفی تدبیر فرمائی، اور اللہ سب سے بہتر مخفی تدبیر فرمانے والا ہے۔"

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فلمّا أحاطوا بمنزلة وظنّوا أنّهم قد ظفروا به نجاه الله تعالى من بينهم ورفعه من روزنة ذلك البيت إلى السماء وألقى الله شبهه على رجل ممن كان عنده في المنزل فلمّا دخل أولئك أعتقدوه في ظلمة الليل عيسى فأخذوه وأهانوا وصلبوا ووضعوا على رأسه الشوك وكان هذا من مكر الله بهم فإنّه نجى نبيّه ورفعه من بين أظهرهم۔[14]

"جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کر لیا کہ وہ آپ پر غالب آ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو اس کو رات کے اندھیرے میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی پر لٹکا دیا اور اس کے سر پر کانٹے رکھ دیئے۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہی تدبیر فرمائی کہ اپنے نبی کو بچالیا اور اسے ان کے درمیان سے اٹھالیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔"

وفات مسیح کے بارے میں انجیل کے بیانات

وفات مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں بائبل کے عہد جدید میں، حضرت مسیح کی وفات کا بنیادی واقعہ ان کی مصلوبیت ہے، جہاں کہا گیا ہے کہ انہیں رومی حکام نے صلیب پر چڑھایا، جس کے بعد ان کی موت واقع ہوئی۔ عیسائی عقیدہ کے مطابق ان کی موت کے تین دن بعد، وہ مردوں میں سے جی اٹھے، متی کی انجیل[15] میں بیان کیا گیا ہے، جہاں فرشتے نے کہا: "وہ یہاں نہیں ہے، کیونکہ وہ جی اٹھا۔ مرقس 15:25 میں کہا گیا ہے: "اور جب وہ مصلوب ہوئے تو تیسرے گھنٹے میں مصلوب ہوئے۔" تاہم یوحنا 19:40 میں یہ بھی ذکر ہے کہ ان کی لاش کو مومی تیل اور مسک کی مدد سے دفن کیا گیا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وفات کے بعد حضرت عیسیٰ کی لاش کو ایک نئی قبر میں دفن کیا گیا جہاں ایک پتھر رکھ دیا گیا۔ بائبل میں یہ صراحت سے بیان موجود ہے کہ عیسیٰ کو بغیر کسی جرم کے، صرف ان کے دعویٰ کہ وہ خدا کا بیٹا ہیں کی وجہ سے مصلوب کیا گیا۔ یہ واقعہ اناجیل اربعہ میں تفصیل سے موجود ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو مصلوب کیا گیا اور ان کی موت کو انسانی گناہوں کا کفارہ سمجھا جاتا ہے۔ جسے "رستاخیز" کہتے ہیں۔ ہے۔ نیز یہ بیان بھی انجیل میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ کی موت کو یہودی سرداروں اور رومی حکمرانوں نے ایک جرم سمجھ کر نافذ کیا، پولس رسول اس حوالے سے کہتا ہے:

"ہم اُس مصلوب مسیح کی منادی کرتے ہیں، جو یہودیوں کے لیے ٹھوکر اور غیر قوموں کے لیے بیوقوفی ہے"[16]۔

اس طرح وفات مسیح کا یہ واقعہ عیسائی مذہب میں نہ صرف ایک روحانی علامت ہے بلکہ یہ ایمان کی بنیادوں کو بھی مستحکم کرتا ہے، تاہم یہ وفات مسیح بائبل کے عہد جدید میں خاص طور پر ان کی صلیب کے واقعہ کے گرد گھومتا ہے، جو کہ ان کے پیروکاروں کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتا۔

وفات مسیح کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

حضرت عیسیٰ کی شخصیت کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر میں ان کی عزت اور مقام کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن میں انہیں "روح اللہ" اور "کلمہ" کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، مزید برآں اسلامی تعلیمات کے مطابق، حضرت عیسیٰ کی زندگی اور ان کے معجزات کو خدا کی قدرت کا مظہر سمجھا جاتا ہے، جو ان کی عظمت کی نشانی ہے، تاہم ان کی مصلوبیت کو اسلامی تعلیمات میں ایک ناقابل قبول واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ[17]

"جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بے شک میں تمہیں پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے نجات دلانے والا ہوں اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

معنی قولہ: إِنِّي متوفيك أي متمم عمرك فحينئذ أتوفاك فلا أترکہم حتّی یقتلوک بل أنا رافعک إلی سمائي و مقربک بملائکتي وأصونک عن أن یتمکنوا من قتلک وہذا

CC BY

تأویل حسن۔[18]

"اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ) کا معنی یہ ہے کہ (اے عیسیٰ!) میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ پس میں ان یہود کو تیرے قتل کے لیے نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں تجھے آسمان اور ملائکہ کے مسکن کی طرف اٹھالوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچالوں گا اور یہ اس آیت کی نہایت احسن تفسیر ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اعلان فرمادیا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف زندہ اُٹھالیا۔ اس آیت کے بعد کسی تاویل و تفسیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی طرح ان کی مصلوبیت کو نہ صرف ایک تاریخی غلط فہمی کے طور پر دیکھا جاتا ہے بلکہ یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ یہ اللہ کی حکمت کی خلاف ورزی ہے کہ وہ اپنے نبی کو ایسے ذلت آمیز طریقے سے ہلاک ہونے دے۔ قرآنی تعلیمات یہ واضح کرتی ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی کو اس طرح کی ذلت آمیز موت سے بچایا، جو ان کی اعلیٰ حیثیت کے خلاف ہے۔ یہ نقطہ نظر عیسائیت کے اس نظریے کو چیلنج کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی مصلوبیت کے ذریعے دنیا کے گناہوں کا کفارہ دیا۔ فرمایا" اور انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ مصلوب کیا"[19]۔ اس آیت کی روشنی میں، اسلامی عقیدے کے مطابق، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو مصلوب نہیں کیا گیا، بلکہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔

مصلوبیت عیسائیت کے لئے بطور کفارہ:

مصلوبیت کا عقیدہ عیسائیت میں "کفارہ" کے تصور سے جڑا ہوا ہے، جس کے ذریعے عیسیٰ نے اپنے پیروکاروں کو سکھایا کہ محبت اور قربانی کی طاقت کس طرح انسانی زندگی کو بدل سکتی ہے۔ اسی عمل کے ذریعے کہ مصلوبیت نے انسانی گناہوں کا بوجھ اپنی ذات پر لیا اور اپنے پیروکاروں کو ایک نئی زندگی کا موقع فراہم کیا۔ اس عقیدے کے تحت، مصلوبیت صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک روحانی حقیقت ہے جو لوگوں کے دلوں میں امید اور نجات کی شمع جلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ نے اپنی جان دے کر انسانیت کے گناہوں کا بوجھ اٹھایا، جس کے نتیجے میں خدا نے انسانیت کے لیے نجات کا راستہ ہموار کیا۔ یہ عقیدہ بائبل کی مختلف آیات میں موجود ہے، جہاں یہ کہا گیا ہے کہ "بغیر خون بہائے کوئی معافی نہیں ہوتی"[20]۔ نیز ان کے مطابق حضرت مسیح کی مصلوبیت گناہوں کی معافی کے لیے ایک قربانی تھی۔ پولس رسول نے اپنے خطوط میں اس بات پر زور دیا کہ حضرت عیسیٰ کی موت نے انسانیت کو خدا کے ساتھ صلح کرنے کا موقع دیا۔ پولس کہتا ہے:

"کیونکہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں... اور مسیح یسوع میں نجات کے ذریعے فضل سے مفت بری ہو جاتے ہیں"[21]۔

حتیٰ کہ بائبل میں خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیج کر انسانیت کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا:

"کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا"[22]

حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت کا عیسائیت میں فلسفہ کفارہ اور اس سے جڑے دلائل اس واقعے کی روحانی اور اخلاقی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اور یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور آخری زمانے میں دنیا کی عدالت کریں گے۔ مکاشفہ کی کتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے:

"دیکھو! وہ بادلوں کے ساتھ آرہا ہے، اور ہر آنکھ اسے دیکھے گی"[23]۔

اسی طرح کرنتھیوں کے نام پہلا خط لکھتے ہوئے پولس رسُول نے پہلے باب میں کہا: "چنانچہ یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں۔ مگر ہم اُس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ لیکن جو بلائے ہوئے ہیں۔ یہودی ہوں یا یونانی۔ اُن کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے"[24]۔

دوسرے باب میں رسول نے لکھا: "اے بھائیو! جب میں تمہارے پاس آیا اور تم میں خدا کے بھید کی منادی کرنے لگا تو اعلیٰ درجہ کی تقریر یا حکمت کے ساتھ نہیں آیا۔ کیونکہ میں نے یہ اِرادہ کر لیا تھا کہ تمہارے درمیان یسوع مسیح بلکہ مسیح مصلوب کے سوا اَور کچھ نہ جانوں گا"[25]۔

بر حال کفارہ کا عقیدہ یوں بھی معرض وجود میں آیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو غلطی جنت میں شجرہ ممنوعہ کھانے کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی وہ گناہ ان کی ساری اولاد میں منتقل ہوا، اب یہ اولاد دوبارہ جنت میں اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کیا جائے اور وہ کفارہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر جان دے کر ادا کر دیا ہے۔ ان کی آمد ہی اسی کفارہ اور نجات کے لیے تھی، اس لیے یہ موت لعنتی نہیں ہے، بلکہ مبارک موت ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کو نجات ملی۔ تمام مسیحی فرقوں نے اس عقیدے کو اپنے مذہب کا بنیادی عقیدہ بنا کر مشہور کر رکھا ہے اور حضرت مسیح کے مصلوب ہونے پر فخر کرتے ہیں اور ہر ممکن طریقے سے مصلوبیت کو ثابت کرتے ہیں۔

مصلوبیت اور کفارہ کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

عقلاً ایک معصوم انسان کو دوسرے عام لوگوں کے گناہوں کی سزا دینا انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلام کے مطابق حضرت عیسیٰ کو مصلوب نہیں کیا گیا بلکہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اس لئے اسلامی عقیدے میں حضرت مسیح کی مصلوبیت کو مسترد کیا گیا ہے۔ نیز اسلامی نقطہ نظر سے یہ عقیدہ یہودی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مسیحی قوم نے بھی یہی عقیدہ اختیار کر لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر موت دے دی گئی تھی، چوں کہ شریعت موسویہ میں صلیبی موت لعنتی موت کہلاتی ہے، جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کے تقدس پر حرف لازم آتا تھا، اس مشکل سے نکلنے کے لیے مسیحی علما نے عقیدہ کفارہ ایجاد کیا، جبکہ مسیحی علما نے حضرت مسیح کی مصلوبیت پر ایسی اناجیل کی عبارتوں کا سہارا لیا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع سماوی کے کئی دہائیوں بعد لکھی گئیں اور ان لکھنے والوں میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جس نے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی زیارت کی ہو۔ اس کے باوجود مسیحی علماء کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت پر جان دینے کی جتنی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں وہ اسلام کے موقف کے خلاف ہیں، کیوں کہ قرآن کریم نے واضح انداز میں ہے کہ انہیں مصلوب نہیں کیا گیا بلکہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ[26]

"انہوں نے نہ تو اُسے قتل کیا اور نہ ہی صلیب دی،"۔

اور عقیدہ کفارہ کو قرآن کریم یوں بھی مسترد کرتا ہے کہ انسان کے اعمال جزاء کے طور پر منتقل ہوسکتے ہیں مگر سزا کے طور پر ایک دوسرے کی طرف انتقال کو قرآن نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔[27]

"کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى۔[28]

"انسان کو صرف اپنے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ ملے گا اور اس کے اعمال اس کو عنقریب دکھائے جائیں گے۔"

CC BY

یہ نہیں کہ یہ یک طرفہ اصول ہے۔ بائبل بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لیے ہو گی اور شریر کی شرارت شریر کے لیے۔"[29]

یہی نہیں بلکہ:

"اس کا (گناہ کرنے والے کا) گناہ اس کے سر لگے گا۔"[30]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کے آخری صحیفہ "استثناء" میں لکھا ہے کہ:

"بیٹوں کے بدلے باپ نہ مارے جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب سے مارا جائے۔"[31]

حضرت آدمؑ کا گناہ تمہارے باپ دادا کے سر کیوں پڑ گیا، بائبل تو کہتی ہے کہ:

"ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا۔"[32]

جب ہر ایک اپنی بدکرداری کے سبب سے مرے گا تو:

"سب کی بدکرداری اس پر کیسے لادی گئی۔"[33]

حتیٰ کہ بائبل ببانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ:

"اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کیے ہیں باز آجائے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا وہ نہ مرے گا۔ وہ سب گناہ جو اس نے کیے ہیں اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔ وہ اپنی راست بازی میں جو اس نے کی ہے زندہ رہے گا۔۔۔ اس لیے کہ اس نے سوچا اور اپنے سب گناہوں سے جو کرتا تھا باز آیا۔"[34]

اسلامی تعلیمات کے مطابق مصلوبیت اور کفارہ کا عقیدہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ قرآن کریم (النساء:157) میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ اسلام میں کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ اٹھانا درست تصور نہیں، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے" : کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔[35]"۔ عیسائیت میں کفارہ کا عقیدہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر چڑھ کر انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بننا، اسلام تو کیا عقلاً، عدل و انصاف اور انفرادی ذمہ داری کے خلاف ہے۔ اسلام میں نجات کا دار و مدار خلوصِ نیت، سچی توبہ، اور نیک اعمال پر ہے، نہ کہ کسی دوسرے کے فدیے پر۔ اس لیے اسلام ایک انفرادی احتساب اور براہِ راست اللہ کی رحمت کے تصور کو بنیاد بناتا ہے۔

رفع مسیح اور انجیل کے بیانات:

حضرت عیسیٰ کی رفع (Ascension) ایک اہم مسیحی عقیدہ ہے رفع کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو مصلوبیت کے بعد خدا نے آسمان پر اٹھالیا اور وہ زندہ ہیں، تاکہ ایک دن دوبارہ دنیا میں واپس آئیں اور انصاف قائم کریں۔ عیسائیت کے مطابق آپ کی زندگی کے آخری مراحل میں پیش آیا، جب انہوں نے اپنے پیروکاروں کے سامنے آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے خدا کے پاس جانے کا عمل انجام دیا۔ یہ واقعہ بنیادی طور پر نئے عہد نامے کی کتابوں، خاص طور پر اعمال میں بیان کیا گیا

ہے، جہاں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے پیروکاروں سے بات کی اور ان کی تعلیمات کی وضاحت کی، اس کے بعد وہ آسمان پر چلے گئے۔ یہ تمام تر واقعات لوقا اور اعمال کی کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔[36]

عیسائیت میں اُن کے خدائی مقام اور نجات دہندہ کے کردار کی تصدیق کرتا ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آپ کی زمینی مشن کے اختتام اور آسمانی بادشاہت میں داخلے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ بائبل میں ہے کہ، حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھتے ہوئے ان کے شاگردوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا:

"جب وہ ان سے باتیں کر رہے تھے، تو وہ اوپر اٹھا لیے گئے، اور ایک بادل نے انہیں ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا"[37]۔، "خدا نے اُسے نہ صرف زندہ کیا، بلکہ اپنی داہنی طرف بیٹھا دیا"[38]۔

"پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آتے ہیں۔" یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔"[39]

رفع مسیح اور اسلامی نقطہ نظر:

عیسائیوں سے جب پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کون تھے تو ان چار میں سے ایک نے کہا وہ خود اللہ تھے جو زمین پر اتر آئے تھے۔ انہوں نے جس کو زندہ رکھا اس کو زندہ رکھا اور جس کو مار دیا اس کو مار دیا، پھر وہ آسمان پر چڑھ گئے۔ اس عقیدہ کے پیروکاروں کا نام یعقوبیہ ہے، باقی تینوں نے اس کو جھوٹا کہا، پھر ان باقی ماندہ میں سے ایک نے کہا وہ ابن اللہ تھے اور اس عقیدہ کے پیروکار نسطوریہ ہیں اور باقی دونے اس کو جھوٹا کہا، پھر باقی دو میں سے ایک نے کہا وہ تین میں کا تیسرا ہے، اللہ معبود ہے اور وہ یعنی عیسیٰ معبود ہے اور اس کی ماں معبود ہے اور اس کے پیروکاروں کا نام اسرائیلیہ ہے یہ نصاریٰ کے بادشاہ ہیں پھر چوتھے نے اس کی تکذیب کی اور کہا بلکہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور یہی مسلمان ہیں ان میں سے ہر ایک مختلف عقائد کے پیروکار تھے۔[40]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع الی السماء اور حیات سے متعلق قرآن کریم کی آیات اور بہت سارے احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ ".[41]

اور یہ بھی اسلامی عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کے بندے اس کے نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود و نصاری کی سازش اور مکر و فریب سے محفوظ رکھ کر انہیں آسمانوں کی طرف اُٹھالیا ہے اور وہ آسمانوں پر حیات ہیں اور قیامت سے پہلے دوبارہ اللہ کے حکم سے دنیا میں تشریف لائیں گے، یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

نزول مسیح اور انجیل کے بیانات:

حضرت عیسیٰ کا نزول (Second Coming) عیسائیت کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم تصور ہے، جو اس بات پر مبنی ہے کہ وہ ایک دن دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ یہ عقیدہ عیسائی مسیحیوں کے ایمان کی بنیادوں میں شامل ہے اور ان کی امید اور نجات کی علامت ہے۔ عیسائی روایات کے مطابق، حضرت عیسیٰ کی واپسی کا واقعہ آخری زمانے میں ہو گا، جب وہ انصاف کے ساتھ دنیا کو ٹھیک کریں گے، گناہگاروں کا محاسبہ کریں گے، اور اپنے پیروکاروں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ بائبل میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کا ذکر بھی موجود ہے۔ مثلاً انجیل متی میں لکھا ہے کہ "جیسے بجلی آسمان سے چمکتی ہے، اسی طرح ابن آدم کی آمد بھی ہو گی"[42]۔ اسی

CC BY

طرح، اعمال کے رسولوں میں بھی یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی واپسی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "یہی عیسیٰ، جسے تم نے آسمان پر جاتے دیکھا ہے، اسی طرح واپس آئے گا"[43]۔ اس تصور کے تحت، حضرت عیسیٰ کی واپسی کا وقت اور مقام ایک راز ہے، لیکن یہ یقین دلایا گیا ہے کہ ان کی آمد کے ساتھ دنیا میں امن، انصاف، اور حقیقی محبت کا دور شروع ہو گا۔ مختلف فرقے اور مکاتب فکر اس موضوع کی تشریح مختلف طریقوں سے کرتے ہیں، لیکن سب کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ کی واپسی ایک امید کی علامت ہے جو انسانیت کو نجات اور حقیقی خوشی کی طرف لے جائے گی۔ حضرت عیسیٰ کے نزول کا تصور مغربی ثقافت، فن، اور ادب میں بھی گہرے اثرات مرتب کر چکا ہے، یہ موضوع مختلف ادبی تخلیقات، مصوری، اور موسیقی میں پیش کیا گیا ہے۔

مزید برآں، حضرت عیسیٰ کے نزول کے عقیدے نے مذہبی فکر اور فلسفے پر بھی اثر ڈالا ہے، جہاں مختلف مفکرین نے اس موضوع پر اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔ یہ عقیدہ انسانیت کی مشترکہ تلاش کا ایک حصہ ہے، جو سب کی خوشی، امن، اور محبت کے حصول کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ بائبل کی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسیٰ کی زندگی، موت، رفع اور دوبارہ نزول انسانیت کے لیے گہری دینی اہمیت رکھتے ہیں۔ مسیحی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ کا دنیا میں آنا اور ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعات خدا کی انسانیت سے محبت کا اظہار ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کا مقصد دنیا میں انصاف اور امن قائم کرنا ہے۔ اس کے لئے متعدد حوالہ جات بائبل میں موجود ہیں، جیسے انجیل متی میں کہا گیا ہے کہ "ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا"[44]۔ اس کے علاوہ، اس آمد کی علامات بھی بیان کی گئی ہیں، جیسے جنگیں اور قدرتی آفات، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دنیا کے حالات حضرت عیسیٰ کی آمد کے قریب ہیں۔ "کیونکہ ابنِ انسان اپنے باپ کے جلال کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ آئے گا، اور پھر ہر ایک کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا"[45]۔

گویا مسیحیت کے دلائل اور ان کی بنیاد کا تجزیہ مختلف نظریات اور عقائد کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے، کیونکہ یہ دلائل مذہبی، فلسفیانہ، اور تاریخی پہلوؤں پر مبنی ہیں۔ مسیحیت کی بنیادی تعلیمات اور عقائد کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کے دلائل کو عقلی اور مذہبی نقطہ نظر سے جانچا جائے، کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی، موت، رفع اور دوبارہ نزول کے واقعات نہ صرف دینی عقائد کا حصہ ہیں بلکہ انسانیت کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ واقعات مسیحی مذہب کے بنیادی ستون ہیں اور اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ انسانیت کی نجات اور خدا کی بادشاہت کے قیام کے لیے دنیا میں آئے، اور ان کا دوبارہ نزول ایک حتمی انصاف اور محبت کی علامت ہو گا۔ اس لئے مسیحیت میں نزول مسیح مذہبی روایات میں ان تمام واقعات کو مختلف تہواروں اور رسومات کو بھی پیش کرتا ہے:

کرسمس (Jesus' Birth): حضرت عیسیٰ کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے، جو ان کے دنیا میں آمد کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

گڈ فرائیڈے (Crucifixion): حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت کو یاد کیا جاتا ہے اور اس دن کو ان کی قربانی کے طور پر منایا جاتا ہے۔

ایسٹر (Resurrection): قیامت کے دن کو حضرت عیسیٰ کی مردوں میں سے جی اٹھنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

نزول مسیح اور اسلامی نقطہ نظر

اسلامی عقائد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صرف ایک جلیل القدر نبی اور رسول ہیں بلکہ ان کا نزولِ ثانی قربِ قیامت کی ایک اہم نشانی کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلام کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے نہ قتل کیا، نہ مصلوب کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی قدرت سے آسمان پر زندہ اُٹھا لیا۔ سورہ النساء (آیت 157-158) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" *بل رفعه الله إليه، وكان الله عزيزاً حكيما* " یعنی "اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر قرآن میں اشارۃً اور احادیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورہ الزخرف (آیت 61) میں اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے" :وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" ،یعنی "بے شک وہ (عیسیٰ) قیامت کی نشانی ہیں۔"

مفسرین کی اکثریت کے نزدیک "وَاِنّہ" سے مراد "وہ" ہے۔اور یہ حضرت عیسیٰؑ کی سمت اشارہ کیا گیا۔سیاق وسباق بھی انہی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔گویا آیت 61 کے ابتدائی تین الفاظ..."وَاِنّہ لَعِلم لِّلسَّاعَۃِ" کے معنی ہوئے:"وہ (حضرت عیسیٰؑ) قیامت کی نشانی ہیں۔"اب سوال ابھرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو قیامت کی نشانی یا اس کا علم رکھنے والا کیوں کہا گیا؟مفسرین کے نزدیک اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پہ واپس آکر اللہ تعالی کے دین کا بول بالا کریں گے۔احادیث میں بھی یہی نکتہ بیان ہوا ہے۔یہ نکتہ نظر رکھنے والوں میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، مجاہد، عکرمہ، قتادہ، ضحاک اور ابو العلی جیسے بڑے مفسر شامل ہیں۔جدید مفسرین کی اکثریت بھی یہی رائے رکھتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں آیت 61 کے ابتدائی تینوں الفاظ کا ترجمہ یہ فرمایا ہے:"وہ قیامت کی نشانی ہیں۔"[46]مگر ان قرانی الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"ان الفاظ میں حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا ذکر فرمایا گیا۔یہ ذکر فرما کر اللہ تعالی نے مشرکین مکہ پر واضح کیا ہے کہ ان معجزوں کو جانو، دیکھو اور سمجھو کہ اللہ تعالی مردوں کو زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بھی ضرور آکر رہے گی۔لہذا اللہ تعالی کی پیروی ہی میں بھلائی ہے۔"گویا علامہ ابن کثیر کی رائے میں یہ الفاظ نزول مسیحؑ کی سمت اشارہ نہیں کرتے۔

دور جدید کے بعض مفسرین آیت 60 اور آیت 61 کو ملا کر تینوں الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں۔آیت 60 میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو تم (انسانوں) میں سے بعض کو فرشتے بنادیں اور پھر وہ زمین پر ہمارے جانشین بن جائیں گے۔آیت 60 کا فرمان الہی مد نظر رکھتے ہوئے یہ مفسرین "وَاِنّہ لَعِلم لِّلسَّاعَۃِ" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:"(مگر) یہ اس گھڑی کا علم ہے۔"معنی یہ کہ انسانوں اور فرشتوں کے مابین جو خفیہ و سربستہ معاملات و تعلقات ہیں، ان کا علم یا ذکر قیامت کے دن ظاہر ہو گا۔ابھی پوشیدہ باتیں عیاں کرنے کا موقع اور وقت نہیں آیا۔گویا ان مفسرین نے بھی "وَاِنّہ" سے "یہ" مراد لیا ہے۔اسی آیت کی روشنی میں جامعہ الازہر بھی یہ فتوی جاری کر چکی کہ نزول عیسیٰؑ برحق ہے۔اسی پر انہوں نے حدیث پیش ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ القِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا}.[47]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقینا قریب ہے کہ نازل ہونگے تم میں (یعنی مسلمانوں میں) عیسی بن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے، پھر توڑ دیں گے وہ صلیب کو، اور قتل کر آئیں گے خنزیروں کو اور ختم کر دیں گے جزیہ، اور کثرت و بہتات ہو گی مال کی یہاں تک کہ کوئی قبول نہیں کرے گا اس کو تا آنکہ ہو گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر پھر کہتے تھے ابوہریرہؓ کہ اگر (قرآن سے اس کا ثبوت چاہو تو) پڑھو (سورہ نساء کی آیت) "وَاِنَّ مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ..... الایۃ" (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) "اور سب ہی اہل کتاب عیسی السلام کی موت سے پہلے ان پر ضرور بالضرور ایمان لے آئینگے اور قیامت کے دن وہ ان کے بارے میں شہادت دیں گے"

درج بالا حقائق سے واضح ہے کہ نزول مسیح علیہ السلام اہل زمین کے لیے ایک بہت بڑا واقعہ اور انقلاب انگیز خبر ہو گی۔کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی سے عیسائیت دوبارہ اللہ تعالی کے دین کی حیثیت اختیار کر لے گی۔یوں دنیا کے دو سب سے بڑے مذاہب کے مابین اختلافات دور ہوں گے اور کرہ ارض امن و شانتی کا گہوارہ بن جائے گا۔احادیث نبوی ﷺ میں اسی زمانے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔گویا حضرت عیسی علیہ السلام کی زمین پر دوبارہ تشریف آوری عیسائیت اور اسلام، دونوں مذاہب کے

CC BY

ماننے والوں کے لیے خوشی و مسّرت کی خبر ہو گی۔ اس موقع پر زندہ اور مردہ نیکوکار پُر سکون اور مطمئن ہوں گے۔ جبکہ گناہ گاروں پر شدید خوف طاری ہو جائے گا کیونکہ عنقریب دوزخ کے در ہمیشہ کے واسطے ان پہ کھل جائیں گے۔ اسی دن (یومِ قیامت) مقامِ محمود پہ تشریف فرما سید المرسلین ﷺ بحکم الٰہی انسانوں کے لیے شفاعت کا وسیلہ بننے کا بلند ترین درجہ پائیں گے۔

خلاصہ کلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تا وفات کے بارے میں مسیحی عقائد اور دلائل کا جب تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ مسیحیت نے ان کی ذات کو محض ایک نبی یا نجات دہندہ کے بجائے "خدا کا بیٹا" اور "کفارے کا ذریعہ" قرار دیا، جو اسلامی عقائد سے بالکل مختلف اور متصادم ہیں۔ مسیحیت کے بنیادی عقائد میں شامل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک "معجزانہ" ولادت کے ذریعے مریم (علیہا السلام) سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے، جو بات اسلام بھی تسلیم کرتا ہے۔ تاہم مسیحی عقیدہ اس ولادت کو "الہامی" اور "خدا کی تجسم شدہ ذات" کا ظہور قرار دیتا ہے، جسے قرآن و سنت نے رد کیا ہے۔

مسیحیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں خدا نے انسانی شکل اختیار کی تاکہ وہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکے۔ انجیلوں کے مطابق، یسوع (عیسیٰ) نے تیس برس کی عمر میں تبلیغ کا آغاز کیا، معجزات دکھائے، لوگوں کو محبت، معافی اور توبہ کا پیغام دیا، اور آخر کار یہود کے ہاتھوں گرفتار ہو کر رومی حکام کے ذریعے صلیب پر چڑھا دیے گئے۔ مسیحی عقیدہ ہے کہ اُن کی یہ مصلوبیت انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بنی، اور وہ تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے (قیامت)، پھر آسمان پر چلے گئے۔ کلیسائی تعلیمات میں یہی واقعہ "نجات" کی بنیاد ہے۔

نیز اس عقیدے پر جب تنقیدی نگاہ ڈالی جائے تو کئی علمی، تاریخی اور عقلی سوالات جنم لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تو اناجیل کے بیانات میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ مثلاً چاروں اناجیل (متی، مرقس، لوقا، یوحنا) میں حضرت عیسیٰ کی گرفتاری، مقدمہ، مصلوبیت کے واقعات میں فرق اور تضادات ہیں، جو ان واقعات کی تاریخی سچائی پر سوال اٹھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ابتدائی عیسائی تاریخ کے مختلف فرقوں جیسے "ایبینائٹس" اور "ناسطوریوں" نے یسوع کی الوہیت اور کفارہ کے عقیدے کو قبول نہیں کیا، بلکہ انہیں صرف ایک عظیم پیغمبر اور انسان تسلیم کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ موجودہ کلیسائی عقائد کا ارتقاء وقت کے ساتھ ہوا، نہ کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات تھیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت اللہ کی قدرت کا مظہر ہے، لیکن وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے، بلکہ اللہ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا مصلوبیت کو بھی رد کیا ہے، اور فرمایا: "وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ" (النساء:157)، یعنی "انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ انہیں ایسا محسوس ہوا۔" یہ آیت مسیحی عقیدۂ مصلوبیت کو براہِ راست چیلنج کرتی ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔

عقلی اعتبار سے بھی کسی ایک شخص کے ذریعہ پوری انسانیت کے گناہوں کا کفارہ عقیدہ عدل کے منافی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔ اسلام کا یہ اصول "کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی" اس نظریے کو باطل قرار دیتا ہے۔

تاریخی اعتبار سے بھی مسیحی عقائد کئی مرتبہ تبدیل ہوئے، اور 325ء میں ہونے والی "کونسل آف نائسیا" میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کو کلیسائی طور پر تسلیم کیا گیا، جب کہ اس سے پہلے تک کئی عیسائی گروہ انہیں خدا نہیں مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مسیحی عقائد محض الہامی حقائق نہیں بلکہ سیاسی، معاشرتی اور تاریخی عوامل کے نتیجے میں تشکیل پائے۔

CC BY

مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو اسلام اور مسیحیت دونوں تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان کی شخصیت، مشن، وفات، اور نجات کے تصور میں بنیادی اور اصولی اختلافات موجود ہیں۔ مسیحیت کا نظریہ محبت اور کفارہ ایک جذباتی عقیدہ ہو سکتا ہے، لیکن علمی و عقلی تجزیے میں یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتا ہے لیکن ان کی الوہیت، مصلوبیت اور کفارہ کو یکسر مسترد کرتا ہے، اور ایک معتدل، عادل اور معقول نظریۂ نجات پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] *Encyclopaedia Britannica*, article: "Jesus (Hebrew: Yeshua)."

[2] ۔مریم:31

[3] ۔آل عمران:49

[4] ۔البقرہ:87

[5] ۔لوقا31:1-33

[6] ۔لوقا1:35

[7] ۔متی1:20-21

[8] ۔متی2:9-11

[9] ۔متی1:18-25؛لوقا1:26-38

[10] ۔یسعیاہ7:14

[11] ۔یسعیاہ9:6

[12] ۔میکاہ5:2

[13] ۔آل عمران،3:52-54

[14] ۔ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:1، ص:366

[15] ۔متی28:6

[16] ۔کرنتھیوں1:23

[17] ۔آل عمران،3:55

[18] ۔رازی، محمد فخر الدین بن عمر، التفسیر الکبیر، دار الفکر، بیروت، 1981ء، ج:8، ص:60

[19] ۔النساء:157

[20] ۔عبرانیوں9:22

[21] ۔رومیوں3:23-24

[22] ۔یوحنا3:16

[23] ۔مکاشفہ1:7

[24] ۔کرنتھیوں1:22-24

[25] ۔کرنتھیوں2:1-2

CC BY

[26]۔النساء:157

[27]۔فاطر:18

[28]۔النجم:39

[29]۔حزقی ایل20:18

[30]۔گنتی31:15

[31]۔استثناء16:24

[32]۔یرمیاہ30:31

[33]۔یرمیاہ6:53

[34]۔حزقی ایل21:18تا28

[35]۔الانعام:164

[36]۔لوقا50:24-53؛اعمال1:9-11

[37]۔اعمال1:9

[38]۔اعمال2:33

[39]۔یوحنا17:20

[40]۔الطبری، محمد بن جریر، الجامع لاحکام القرآن، مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1415ھ، ج:2,ص:32۔

[41]۔المائدۃ:158

[42]۔متی24:27

[43]۔اعمال1:11

[44]۔متی25:31

[45]۔متی16:27

[46]۔ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:10، ص:366

[47]۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ دارالسلام، الریاض، حدیث نمبر:3448